سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ کائنات کی عمر کا حساب لگانا ممکن ہے' جو حضرتِ انسان اپنی متجسسانہ طبیعت' تسخیر کائنات کے جذبے اور لگن سے ایک نہ ایک دن ضرور لگا لے گا۔ سورۃ الحدید کی ابتدائی پانچ آیات پر غور کیجیے:

﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۞ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۞ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۚ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۞ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۞﴾

''جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں' اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ وہ زبردست حکمت والا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اسی کی ہے۔ وہی زندگی دیتا ہے اور موت بھی۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی اوّل ہے' وہی آخر۔ وہی ظاہر ہے' وہی باطن۔ اور وہ ہر چیز کا بخوبی جاننے والا ہے۔ وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا' پھر عرش پر مستوی ہوگیا۔ وہ خوب جانتا ہے اس چیز کو جو زمین کے اندر داخل ہو' اور جو چیز اُس میں سے نکلتی ہو اور جو چیز آسمان سے نیچے آئے اور جو چیز چڑھ کر اُس میں جائے۔ اور جہاں کہیں تم ہو' وہ تمہارے ساتھ ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ دیکھ رہا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اُسی کی ہے' اور تمام کام اُسی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔''

ان آیات میں صرف یہی نہیں بتایا گیا کہ تمام آسمان اور یہ زمین' گویا پوری کائنات اللہ تعالیٰ نے چھ دن میں تخلیق کی تھی' بلکہ زندگی کے آثار وظہور کے بارے میں بھی صراحت کر دی گئی۔ جتنی بھی چیزیں زمین کے اندر داخل ہوتی ہیں' مثلاً بارش کے قطرے' دریاؤں کا پانی' اناج اور پھلوں کے بیج وغیرہ اور جتنی بھی چیزیں زمین سے باہر نکلتی ہیں' مثلاً فصلیں' نباتات' پودے' درخت' خوشبو والے پھول' اللہ ان تمام زندہ اشیاء کی کمیت و کیفیت کو خوب جانتا ہے۔

کائنات کی تخلیق چھ دنوں میں ہوئی۔ اس کا ذکر بعض دوسری آیات میں بھی آیا ہے۔

سورۃ ق (آیت ۳۸)، سورۃ السجدۃ (آیت ۴)، سورۃ الاعراف (آیت ۵۴) اور سورۂ یونس (آیت ۳) میں صاف صاف بتایا گیا ہے: ''بلاشبہ تمہارا ربّ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین (کائنات) کو چھ روز میں پیدا کیا، پھر عرش پر قائم ہوا، وہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے''۔

یوم سے کیا مراد ہے؟

ان آیات میں دو الفاظ تشریح طلب ہیں: ''عرش'' اور ''یوم''۔ عرش کیا ہے؟ عرش ابھی تک سائنسی علوم کے حیطۂ تحقیق و جستجو میں نہیں آیا۔ ''عرش'' سے ملتا جلتا لفظ ''فلک'' بے شک ماہرین فلکیات نے اپنے قابو میں کر لیا ہے، لیکن ''عرش'' جس پر اللہ تعالیٰ کائنات کی تخلیق چھ دنوں میں کرنے کے بعد مستوی اور قائم ہو گیا ہے، الٰہیات کی اصطلاح ہے اور ایک ایسا رمز جس کے اسرار جاننے کے لئے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اور ان جیسے دوسرے مفکرین کی طرف رجوع کرنا ہو گا جنہوں نے اپنی زندگیاں قرآن میں غور و فکر کے لئے وقف کر رکھی ہوں۔ البتہ لفظ ''یوم'' پہلے عام گھڑیوں اور اب ''اٹامک کلاک'' کے شمار میں آ گیا ہے۔

بائبل میں ''یوم'' سے مراد وہ دن ہے جو ہماری گھڑیوں کے عین مطابق ہے، یعنی چوبیس گھنٹے کا دن جو ایک طلوعِ آفتاب سے دوسرے طلوعِ آفتاب تک چلتا ہے، لیکن آیاتِ قرآنی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ''یوم'' سے مراد دَور (Era) ہے، جسے ہندی میں جُگ کہتے ہیں۔ ''دَور'' اُس لمبی مدت کو کہتے ہیں جس کا آغاز کسی خاص واقعے سے ہوا ہو۔ مثلاً عیسوی دَور یا عیسوی سن حضرت عیسٰی علیہ السلام کے یومِ ولادت سے شروع ہوتا ہے۔ یا مثلاً سن ہجری حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے شروع ہوتا ہے۔ پتھر کا دَور، کانسی کا دَور، قدیم دَور، جدید دَور، یہ سب ادوار کسی ایک دن پر محتوی نہیں، بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں سال کی طویل مدت پر محیط ہیں۔

قرآنِ حکیم میں لفظ ''یوم'' جہاں جہاں کائنات کی تخلیق و ارتقاء کے باب میں آیا ہے، وہاں اِس کا مفہوم ''دَور'' (Era) ہے، اور دَور کئی کئی سو اور کئی کئی ہزار سال کا ہو سکتا ہے۔ سورۃ السجدۃ (آیت ۵) میں ''یوم'' کی مدت ایک ہزار سال شمار کی گئی ہے:

﴿يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۝﴾

''اللہ آسمان سے لے کر زمین تک ہر اُمر کی تدبیر کرتا ہے، اور اس تدبیر کی روداد اُوپر

اس کے حضور جاتی ہے' ایک ایسے دن میں جس کی مقدار تمہارے شمار کے حساب سے ایک ہزار سال ہے۔''

سورۃ الحج کی آیت ۴۷ میں بھی یہی کہا گیا ہے۔ سورۃ المعارج کی چوتھی آیت میں تو یوم کی مدت پچاس ہزار سال شمار کی گئی ہے:

﴿مِنَ اللّٰهِ ذِی الْمَعَارِجِ۞ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِیْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ۞﴾

''(کافروں کے لئے عذاب) اللہ کی طرف سے ہے جو عروج کے زینوں کا مالک ہے۔ ملائکہ اور روح اس کے حضور اوپر چڑھ کر جاتے ہیں' ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔''

توریت میں کائنات کی تخلیق کے بارے میں آیا ہے کہ ''اللہ نے ہفتے میں چھ دن کام کیا اور کائنات کو بنایا' ساتویں دن ہفتے کے روز تھک کر آرام کیا''۔ اسی لئے یہودی ہفتے کے روز (سبت) چھٹی مناتے ہیں اور آرام کرتے ہیں' لیکن قرآن کریم نے اس کی پُرزور تردید کی ہے۔ سورۃ ق کی آیت ۳۸ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ۞﴾

''اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ اِن کے درمیان میں ہے' ان سب کو چھ دن میں پیدا کیا اور ہم کو تکان نے چھوا تک نہیں۔''

غرض' کائنات کی تخلیق کے چھ ایام (سِتَّةِ اَيَّامٍ) سے مراد چھ ادوار ہیں' اور ایک ایک دَور کئی لاکھ یا کروڑ یا ارب سال کا ہو سکتا ہے۔ جوں جوں انسان علم و عقل سے کام لے کر' تحقیق در تحقیق کرتا جائے گا' حقیقتِ منتظر کے رازہائے سربستہ کھلتے جائیں گے۔ اب تک کی تحقیق کے مطابق دس ہزار ملین برس پہلے ہماری دودھیا کہکشاں (Milky Galaxy) کی طرح ہزاروں کہکشائیں' جن میں سے ہر ایک کروڑہا ستاروں پر مشتمل تھی' کائنات کی بنیادی اکائیوں کی صورت میں قائم ہو گئی تھیں۔ خود ہماری زمین آج سے ساڑھے چار ارب سال پہلے وجود میں آئی تھی۔ اس کی عمر کا سائنٹیفک تخمینہ لگا لیا گیا ہے۔

زمین کی تخلیق

سورۃ حٰم السجدۃ (آیات ۹ و ۱۰) میں صاف صاف زمین کی تخلیق اور ساخت کے

بارے میں وضاحت آئی ہے۔ترجمہ ملاحظہ کیجئے:

''(اے نبیؐ! ان سے) کہو: کیا تم اس اللہ سے کفر کرتے ہو اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھہراتے ہو جس نے زمین کو دو دنوں میں بنادیا؟ وہی تو سارے جہانوں کا ربّ ہے۔اس نے (زمین کو وجود میں لانے کے بعد) اوپر سے اس پر پہاڑ جمادیئے اور اس میں برکتیں رکھ دیں اور اس کے اندر سب مانگنے والوں کے لئے ہر ایک کی طلب و حاجت کے مطابق ٹھیک اندازے سے خوراک کا سامان مہیا کر دیا۔ یہ سب کام چار دن میں ہو گئے۔''

اصل کلامِ الٰہی آواز کے ساتھ اور ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کیا جائے تو کرۂ ارض اور اس پر آباد زندہ مخلوقات کا نقشہ سامنے آجاتا ہے:

﴿قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَا اَقْوَاتَهَا فِيْ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّائِلِيْنَ ۞﴾

ان آیات کی تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے زمین کو دو دن (یَوْمَین) میں بنادیا۔ ان ابتدائی دو دنوں میں زمین کی تخلیق مکمل ہوئی۔ان دو ادوار کو سائنس کی اصطلاح میں عاری از حیات (Azoic) کہتے ہیں۔ ان دونوں ادوار میں ابھی زندگی کی نمود نہیں ہوئی تھی۔عاری از حیات' ٹھوس مادے سے بنایا ہوا' یہ خالص پتھریلا دور زمین کی پیدائش کے ساتھ ہی ساڑھے چار ارب سال پہلے شروع ہوا اور تین ارب سال تک جاری رہا۔ سادہ لفظوں میں یوں کہئے کہ زمین کی پیدائش کے بعد تین ساڑھے تین ارب سال تک زمین کا مادّی وطبعی ارتقاء ہوتا رہا اور زندگی کسی بھی شکل میں کرۂ ارض پر نمودار نہیں ہوئی۔ زمین برابر ٹھوس اور سنگلاخ ہوتی رہی۔

زمین دو دن (یَومَین) یعنی دو ادوار میں تو تخلیق ہوئی' لیکن زمین بننے کے بعد چار دن (اربعة ایّام) میں زندگی اور اس کی متنوع صورتیں نمودار ہونا شروع ہوئیں' اور ان میں سے ہر ایک کی طلب و ضرورت کے مطابق ٹھیک اندازے سے خوراک کا سامان فراہم کیا گیا۔ان ''اربعة ایّام'' یا زمین پر زندگی کے ٹائم ٹیبل کو چار ادوار میں یوں تقسیم کیا جاتا ہے:

(i) پہلا یوم (زمانہ)۔ بالکل ابتدائی زمانہ Pre-cambrian

یہ زمانہ آج سے تین ارب سال پہلے شروع ہوا اور ستاون کروڑ سال تک جاری رہا۔

آخری ستاون کروڑ سال کے حالات تو ماہرین ارضیات نے (دوسرے متعلقہ علوم مثلاً جغرافیہ، بشریات، اثریات اور حیاتیات وغیرہ کے ماہرین کے تعاون و اشتراک سے) کافی حد تک معلوم کر لئے ہیں، لیکن زمین کے گیس اور مائع مادے سے ٹھوس شکل اختیار کرنے سے پیشتر کے حالات اب تک پردۂ اخفا میں ہیں اور نہ ہی زمین کے ٹھوس ہونے سے پہلے کے تین ساڑھے تین ارب سال کے واقعات کا علم ہو سکا ہے۔ یہ وہ دَور ہے جب پوری طبعی و مادی کائنات ارتقائی مراحل طے کر رہی تھی، اور زمین کو باقی کائنات سے کٹے ہوئے زیادہ مدت نہیں گزری تھی۔ زمین کی پوری سطح محض چٹان تھی۔ اس دَور میں زندگی کا سراغ کہیں نہیں ملتا۔ اسے مخفی حیات کا زمانہ بھی کہتے ہیں۔

(ii) دوسرا یوم (زمانہ) Palaeozoic

اسے قدیم حیاتی زمانہ کہا جاتا ہے۔ یہ زمانہ آج سے ستاون کروڑ سال پہلے شروع ہوا اور ستائیس کروڑ سال تک جاری رہا اور ۲۳ کروڑ سال پہلے پرمی دَور میں جو ''قیامت'' آئی تھی اس کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔

اس زمانے میں ابتدائی اور سادہ ترین زندگی کے آثار ملتے ہیں۔ گھونگے، آبی کیڑے مکوڑے، نرسل اور بچھو رکازات، منجمد پتھر (فوسل) کی صورت میں ملے ہیں۔ یہ تمام ابتدائی جانور اور پودے سمندر کے اتھلے پانی میں رہتے تھے۔ زندگی ابھی تک صحیح معنوں میں خشکی پر یا سمندر میں آباد نہیں ہوئی تھی، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس زمانے کی زندہ مخلوقات سب سے پہلی زندہ مخلوقات نہیں تھیں، بلکہ یہ ایسی پہلی پہلی زندہ موجودات تھیں جن میں اپنے آپ کو پتھر میں تبدیل کر کے ٹھوس حالت میں محفوظ ہو جانے کی صلاحیت تھی۔ کرۂ ارض کے مختلف طبقات کی نچلی پرتوں میں جن اوّلین زندہ مخلوقات کے رکازات ملتے ہیں، وہ یہی چیزیں ہیں۔ دوسرے یعنی قدیم حیاتی زمانے کو چھوٹے چھوٹے چھ ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے، جن کی تفصیل یہ ہے:

(۱) کیمبری دَور (Cambrian): اوّلین سادہ سمندری زندگی کا دَور۔ اب سمندری گھاس پیدا ہو رہی ہے۔ یہ دَور ستاون کروڑ سال پہلے شروع ہوا اور چھ کروڑ سال تک جاری رہنے کے بعد ختم ہو گیا۔ کیمبری چٹانوں کی نسبت سے اس دَور کا نام ''کیمبری'' اس لئے رکھا گیا کہ یہ چٹانیں انگلستان کے علاقے کیمبرلینڈ میں واقع ہیں، جس کا جدید نام ویلز ہے۔ اس دَور میں انگلستان کا بیشتر علاقہ سمندر میں ڈوبا ہوا تھا۔ بلکہ پورے کرۂ ارض کا اکثر حصہ کم گہرے سمندروں سے ڈھکا ہوا تھا۔ خشکی پر سمندر کا پانی اترتا چڑھتا رہتا تھا۔ موسم

گرم اور ہموار تھے۔ موسموں میں کوئی تغیر وتبدل نہ ہوتا تھا۔ ریڑھ کی ہڈی والے جانوروں کی پیدائش شروع ہے۔ سبز نیلی الجی موجود ہے جو آج تک موجود ہے اور ستاون کروڑ سال سے زمین کی چھاتی پر مونگ دَل رہی ہے۔ ایک ہزار سے زائد انواع کے حیوانات کا سراغ مل گیا ہے جو اُس وقت موجود تھے اور جن کا سائز سوئی کی نوک سے لے کر اٹھارہ انچ تک تھا۔ اب ان میں سے ایک بھی حیوان موجود نہیں۔

(۲) آردووِیسی دَور (Ordovician): اس دَور کا نام شمالی ویلز کے قدیم برطانوی قبیلے کے نام پر رکھا گیا۔ یہ دَور تقریباً پچاس کروڑ سال قبل شروع ہوکر چوالیس کروڑ سال قبل ختم ہوا۔ گویا چھ کروڑ سال تک کارفرما رہا۔ اس دَور میں سمندر کا پانی اترنے لگا' اگرچہ انگلستان پھر بھی سطحِ سمندر سے نیچے ہی رہا۔ اس دَور میں بھی سمندر سابقہ دَور کی طرح کبھی خشکی پر بڑھتے رہے اور کبھی پیچھے ہٹتے رہے۔ زمین کی سطح پر کہیں کہیں پہاڑ نظر آنے لگے۔ زمین سے آتش فشاں لاوے بار بار پھوٹتے تھے۔ موسم اب بھی گرم اور ہموار تھے۔ موسمی خطے نمایاں نہیں تھے۔ سمندری زندگی کا یہ حال تھا کہ ریڑھ والے اوّلین جانور' بغیر جبڑے کی مچھلی اور جوڑ والے پاؤں کے جانور موجود تھے۔ نباتاتی زندگی ابھی تک صرف سمندری گھاس اور کائی تک محدود تھی۔ خشکی پر اب بھی کوئی زندگی نہ تھی۔

(۳) سلوری دَور (Silurian): ماہرینِ ارضیات نے اس دَور کا نام بھی شمالی ویلز کے ایک قدیم قبیلے کا نام پر رکھا۔ یہ دَور آٹھ کروڑ سال تک جاری رہا۔ اس دَور میں بھی سمندر وقتاً فوقتاً آگے بڑھتے اور پیچھے ہٹتے رہے تھے' جس کی وجہ سے خشکی پر باقاعدہ تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ پہاڑوں کے نئے نئے سلسلے بن رہے تھے۔ لاوا پھوٹنے کی حرکت کم ہو رہی تھی۔ عام طور پر موسم گرم اور ہر جگہ یکساں تھا' لیکن بعض مقامات پر انتہائی خشک تھا۔ اس دَور کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ ریڑھ کی ہڈی والے نئے جانور پیدا ہوئے۔ سمندری بچھو اور جبڑے والی مچھلیاں پیدا ہوگئیں اور نو نو دس دس فٹ لمبے جانور بن گئے۔ نباتاتی زندگی تھوڑی سی مزید آگے بڑھی۔ خشکی پر سب سے پہلے بغیر پتوں والے پودے سمندروں کے کناروں کے ساتھ ساتھ پیدا ہوئے۔ خشکی پر نباتاتی اور حیوانی زندگی کا ظہور اسی دَور میں ہوا۔

(۴) ڈیونی دَور (Devonian): یہ خشکی کے اوّلین جانوروں اور پودوں کا دَور ہے۔ پانی سے باہر خشکی پر رہنے کے لئے جانوروں اور پودوں کو بڑی بڑی مشکلات کا

سامنا کرنا پڑا، کیونکہ اس وقت تک پودے صرف پانی میں اُگنے اور نشو ونما پانے کے عادی تھے۔ اسی طرح جانور بھی ابھی تک صرف پانی میں ملی ہوئی ہوا کے سہارے زندہ تھے۔ یہ مشکلات رفتہ رفتہ ختم ہو گئیں، وہ اس طرح کہ پودوں میں چوبی بافتیں پیدا ہو گئیں جو پودے کا وزن بھی خود سہارتی ہیں، نیز پتوں کو پانی بھی پہنچاتی ہیں۔ ریڑھ والے جانوروں کے ارتقاء میں تیزی آ گئی۔ نرم ہڈی کی مچھلی اور ہڈی دار مچھلی پیدا ہوئیں۔ ابتدائی شارک مچھلی بیس فٹ لمبی پیدا ہوئی، اسی لئے اس دَور کو ''مچھلی کا دَور'' کہتے ہیں۔ اس دَور میں جل تھلیے (Amphibian) پیدا ہونے شروع ہوئے، یعنی وہ جانور جو خشکی پر رہنے کے باوجود انڈے پانی میں دیتے ہیں۔ چنانچہ بے ریڑھ کے آبی جانوروں کا ارتقاء خشکی پر بھی شروع ہو گیا، جن میں ہزار پا، کن کھجورے، جوں، چچڑی، مکڑی اور بغیر پروں کے کیڑے شامل ہیں۔ یہ دَور دو کروڑ سال تک جاری رہا۔

(۵) کاربنی دَور (Carboniferous): یہ دَور آج سے ۳۵ کروڑ سال قبل شروع ہوا اور ۳۰ کروڑ سال قبل تک جاری رہا، یعنی اس دَور کی کل عمر پانچ کروڑ سال تھی۔ اس دَور کے آغاز میں کم گہرے سمندر دُور دُور تک پھیلے ہوئے تھے۔ یورپ اور روس کا بہت بڑا حصہ پانی کے نیچے تھا۔ بعد میں سمندروں کی تہہ اونچی ہونی شروع ہوئی۔ یورپ اور شمالی امریکا میں خشکی کے قطعات نیچے دب کر دلدل پیدا ہو گئی۔ شمال میں کوئلہ پیدا ہونا شروع ہوا۔ گلی سڑی سبزیوں سے پہلے دلدلی کوئلہ اور بعد میں پکا کوئلہ بنا۔ اس دَور میں موسم نہایت خشک تھا، لیکن بعض علاقوں میں گرم اور مرطوب تھا، جہاں گھنی سبزیاں پیدا ہو گئیں۔

یہ خشکی اور تری دونوں میں زندہ رہنے والے جانوروں اور پودوں کا دَور ہے۔ جانوروں میں بڑی بڑی تبدیلیوں اور ترمیموں کے بعد گلپھڑوں کی جگہ پھیپھڑے پیدا ہوئے۔ یاد رہے کہ خشکی پر پہلے پودے اور نباتات آئے اور جانور بعد میں۔ اسی دَور میں جل تھلیے پیدا ہوئے، یعنی وہ جانور جو تری اور خشکی دونوں میں زندہ رہ سکتے ہیں، مثلاً مینڈک۔ خشکی پر اگرچہ نباتاتی اور حیوانی زندگی کا ظہور ہو چکا تھا، لیکن یہ ابھی پانی کے قریب ہی رہتی تھی۔ اسے ابھی خالص خشکی پر رہنا نہیں آیا تھا۔ سمندر کے کناروں کے ساتھ ساتھ کی خشکی پر بلاشبہ کئی جانور آ گئے تھے اور کئی پودے اگ گئے تھے، لیکن باقی خشکی کا سارا حصہ ویران اور بنجر پڑا ہوا تھا اور وہاں زندگی ابھی تک نہیں گئی تھی۔

(۶) پرمی دَور (Permian): یہ دَور آج سے ۳۰ تا ۲۵ کروڑ سال قبل کے زمانے پر پھیلا ہوا ہے' یعنی اس کی عمر پانچ کروڑ سال تھی۔ اس دَور میں زمین کی حرکات اور تغیرات بہت بڑھ گئے۔ یورپ' ایشیا اور مشرقی امریکا میں اونچے اونچے پہاڑ بنے۔ دنیا کے مختلف حصوں میں موسموں کا فرق پیدا ہوا۔ کرۂ ارض کا شمالی حصہ عام طور پر خشک رہا' لیکن بعض بعض مقامات پر آب و ہوا گرم تر بھی رہی' لیکن جنوبی حصہ برف سے ڈھکا رہا۔

اس دَور میں سمندری زندگی کی برتری ختم ہوگئی۔ خشکی پر حیوانات اور نباتات کی کثرت ہوگئی۔ اس دَور میں قیامت شروع ہوئی جو تیسرے زمانے کے تریائی دَور تک جاری رہی۔ اس قیامت نے اکثر و بیشتر چھوٹی مخلوقات کو صفحۂ ہستی سے نابود کر دیا اور سمندر کی بالائی و زیریں زندگی کو تہہ و بالا کر دیا۔ سب پودے نیست و نابود ہو گئے۔ جانوروں میں سے صرف ستارہ مچھلی اور خار پشت رہ گئیں' باقی تمام جانوروں کو قیامت نے ہمیشہ کے لئے مٹا دیا اور ان کے نام صرف حیاتیات کی کتابوں میں رہ گئے۔

(iii) تیسرا ایوم (زمانہ) Mesozoic

درمیانی حیاتی زمانہ۔ یہ زمانہ آج سے ۲۵ کروڑ سال قبل شروع ہو کر چھ کروڑ سال قبل ختم ہوا' یعنی تقریباً ۱۹ کروڑ سال تک چلتا رہا۔ اس زمانے میں گرمی ذرا اور بڑھی' نیز فضا بھی مرطوب ہوگئی تو نئی نئی قسم کے پودے اور جانور پیدا ہونے لگے۔ نباتاتی اور حیوانی زندگی کی بیک وقت خشکی اور تری دونوں میں زندہ رہنے کی خصوصیت کم سے کم تر ہونے لگی۔ درخت بور کی بجائے بیج اگانے لگے۔ جانوروں نے زمین پر انڈے دینے شروع کئے' کچھ دن اپنے انڈوں کی گرمی پہنچاتے رہے' اور جب اس طرح نیا جانور پیدا ہوا تو وہ اپنی زندگی کے پہلے لمحے ہی سے سمندر سے بے نیاز تھا۔ ان جانوروں کو خزندے (رینگنے والے) کہا جاتا ہے۔ اس زمانے کی چند مخلوقات آج بھی زمین پر پائی جاتی ہیں' مثلاً سانپ' بامنی' گوہرا' چلپاسہ' مگرمچھ اور کچھوا۔

تیسرے زمانے کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

(۱) تریائی دَور (Triassic): اس دَور کے اوائل میں کرۂ ارض کے شمالی حصے میں آب و ہوا خشک ہونے کی وجہ سے نباتات نہیں بڑھیں' لیکن آخری حصے میں جب ہوا کچھ تر ہوئی تو صنوبر' تاڑ اور فرن کی اقسام پیدا ہوئیں۔ اس دَور کا وسطی زندگی کا زمانہ برہنہ تخم

پودوں کا زمانہ کہلاتا ہے' یعنی ایسے پودے جن کے بیج بیضہ دان میں نہ ہوں' جیسے صنوبری درختوں میں چلغوزہ وغیرہ۔

(۲) جراسی دَور (Jurassic): تریائی دَور میں جو نئے پودے نمودار ہوئے تھے وہ اس دَور میں بڑھتے گئے۔ بعض تاڑ کی قسم کے پودوں کے شگوفے نکلے۔ یہ پھولوں کے ارتقاء میں پہلا قدم تھا۔ یہ نام فرانس کے پہاڑ جورا کے نام پر جراسی رکھا گیا ہے۔

(۳) چاک کا عہد (Cretaceous): اس دَور میں کھریا مٹی کے ذخیرے عام ہوگئے۔ بڑے بڑے پہاڑ بنے۔ پت جھاڑ درخت' منگولیا' پوپلر اور پلین زیادہ ہوگئے۔ کیڑے اور رس دار پھول ایک ساتھ نمودار ہوئے۔ پھولوں کی اقسام میں بے حد اضافہ ہو گیا۔ حشرات بھی بڑھتے گئے۔ ہڈی دار مچھلی میں بھی بہت شاخیں پیدا ہوگئیں۔ چنانچہ مچھلی سمندر کی برتر مخلوق بن گئی اور اس کی یہ حیثیت اب تک قائم ہے۔ رینگنے والے جانوروں کے چھوٹے چھوٹے اگلے بازو نکل آئے اور اُن کے آئندہ ارتقائی مرحلے میں پرندوں' مگرمچھوں' چھپکلیوں اور سانپوں کے اجداد پیدا ہوئے۔ ڈائنوسار اور ٹیروسار پیدا ہوئے۔ پہلا پرندہ آرکیوپٹرکس بھی اسی دَور میں پیدا ہوا (آرکیوپٹرکس کو خزندہ بھی کہا جاتا ہے اور پرندہ بھی) لیکن عجیب بات ہے کہ خزندے (رینگنے والے جانور) جو اس عہد میں اپنے عروج کو پہنچے' اس عہد کے خاتمے تک سب کے سب نابود ہوگئے۔ آج اُن کی باقیات میں صرف کچھوے' مگرمچھ' سانپ اور چھپکلیاں رہ گئے ہیں۔

لیکن یہ عہد جو آج سے چھ کروڑ سال پہلے ختم ہوا' جاتے جاتے دودھ دینے والے (ممالیہ) جانوروں کی نسلیں پیدا کرتا گیا۔ اس عہد میں جو نئے خزندے پیدا ہوئے اُن میں سے کچھ ایسے بھی تھے جو پستان رکھتے تھے۔ انہی پستان دار خزندوں (Therapsids) سے آگے چل کر دودھ دینے والے جانوروں کی نسلیں پیدا ہوئیں (معذرت کے ساتھ' یہ یاد دلانا ضروری محسوس ہوتا ہے کہ چھ کروڑ سال کے بعد آدمی بھی اسی گروپ میں سے کسی نسل سے ارتقاء پذیر ہوکر زمین پر نمودار ہوگا!)

(iv) چوتھا یوم (زمانہ) Cainozoic

[عہد جدید۔ ''اربعۃ ایام'' میں سے آخری دن' آخری زمانہ۔ زندگی کا موجودہ اور حالیہ زمانہ]

دودھ پلانے والے جانوروں اور آدمی کا زمانہ آج سے تقریباً چھ کروڑ سال پہلے

شروع ہوا تھا۔علمائے ارضیات و بشریات نے مل کر اس زمانے کو بھی چھوٹے چھوٹے سات ادوار میں تقسیم کیا ہے:

(۱) اساسِ عہد جدید (Palaeocene): یہ دَور تقریباً ساٹھ لاکھ سال رہا۔اس عہد کی خشکی کی زندگی کے بارے میں معلومات بہت کم ہیں' کیونکہ ایسی چٹانیں کم ملی ہیں جن میں اس دَور کے خشکی کے جانوروں کے رکازات محفوظ ہوں۔تاہم ایشیا اور جنوبی امریکا میں کچھ آثار ملے ہیں۔سمندری خزندے نابود ہو گئے' لیکن دودھ دینے والے جانوروں کے دو گروپ یعنی ابتدائی وہیل مچھلی اور سمندری گائے نے سمندر میں رہتے ہوئے ارتقائی منزلیں طے کرنا شروع کیں۔مچھلی کی تمام اقسام جو آج سمندر میں پائی جاتی ہیں' سب اسی عہد میں پیدا ہوئیں۔

(۲) آغاز عہد جدید (Eocene): یہ عہد آج سے تقریباً پانچ کروڑ سال قبل شروع ہوا اور تین کروڑ سال قبل تک جاری رہا۔گویا تقریباً دو کروڑ سال تک چلتا رہا۔اس عہد میں کھر والے میمل نمودار ہوئے' مثلاً گھوڑا' اونٹ' چوپائے' ہاتھی اور سؤر وغیرہ کے اجداد۔بڑے بڑے خزندے ختم ہو گئے' لیکن مگرمچھ اور کچھوے کا ارتقاء جاری رہا۔کیڑے مکوڑوں اور حشرات کی وہ تمام اقسام پیدا ہوئیں جو آج بھی موجود ہیں۔ابتدائی قسم کے بندر' لیمور' میمون' لنگور' گبن پیدا ہوئے جو کہ بن مانس کی نسل سے ہیں۔اس عہد کے حیواناتِ رئیسہ کے رکازات اگرچہ زیادہ نہیں ملے' تاہم اس عہد کے دودھ پلانے والے جانوروں کے ظہور و ارتقاء کے بارے میں کافی معلومات حاصل ہو چکی ہیں۔حیواناتِ رئیسہ (Primates) دودھ پلانے والے جانوروں میں سب سے اونچے درجے کے حیوانات میں شمار ہوتے ہیں' مثلاً بندر' لنگور' چمپانزی اور لیمور (اور پھر معاف کیجئے' آدمی!)۔اس عہد کی خاص بات جو قابلِ ذکر ہے' وہ یہ ہے کہ حیواناتِ رئیسہ کی کچھ اقسام نے ارتقاء کی منازل طے کر کے دو ایسی خصوصیات حاصل کر لی تھیں جو آج کل کے میمل میں ہیں' یعنی:

(ا) ہاتھوں اور پاؤں کا کسی چیز کو پکڑنے اور جکڑنے کے قابل ہونا اور اپنی قابلیت کی بنا پر درختوں کی ٹہنیوں پر جھولنے کی صلاحیت رکھنا۔

(ب) جسم اور دماغ کے سائز کا وہ تناسب جو آج کے انسان کے قریب ترین ہے۔

(۳) اوائل عہد جدید (Oligocene): یہ عہد پچاس ساٹھ لاکھ سال رہا۔

خشکی کے قطعات بڑھتے گئے اور سمندر پیچھے ہٹتے گئے۔ کوہ ایلپس کا پہاڑی سلسلہ بننا شروع ہوا۔ چونکہ دنیا کے بعض حصوں میں سرد موسم آ گیا تھا اس لئے وہاں جنگلات کم ہو گئے اور گھاس کے وسیع و عریض میدان وجود میں آئے۔ اس کے نتیجے میں گھاس خور میمل بھی نمودار ہوئے' جبکہ اس سے پہلے زیادہ تر درختوں سے پتے کھانے والے جانور ہی تھے۔ موجودہ بلیوں' کتوں اور ریچھوں کا ارتقاء شروع ہوا۔ پودے خور جانور مثلاً چھوٹے ہاتھی اور کُھر والے جانور پیدا ہوئے۔ ایک ابتدائی قسم کا بن مانس پیدا ہوا جس کی دُم نہیں تھی۔ تاریخ کا عظیم الجثہ میمل اسی عہد میں وسطی ایشیا میں ظاہر ہوا جس کو ''اندرا کوتھیریم'' کہا جاتا ہے۔ یہ ایک لمبی گردن والا نیوسارس تھا' جس کا قد پاؤں سے لے کر کندھوں تک عموماً پانچ میٹر کے قریب تھا۔

(۴) جدید ممالیہ کا عہد (Miocene): جیسا کہ اس عہد کے نام سے ظاہر ہے' یہ دودھ پلانے والے جانوروں کے ظہور کا عہد ہے۔ یہ عہد تقریباً پونے دو کروڑ سال کے عرصے پر محیط ہے۔ اس عہد کے دَوران میں سمندر کا رقبہ مزید کم ہو گیا اور بحیرۂ روم خشکی میں گھر گیا۔ براعظم یورپ اور براعظم ایشیا کی زمین آپس میں مل گئی۔ ان کے بیچ میں جو سمندر تھا وہ غائب ہو گیا۔ بارشیں بڑھ گئیں۔ زمین کے مزید تغیرات سے کوہ ہمالیہ مکمل ہو گیا۔ آتش فشاں لاوا بہت زیادہ پھوٹتا رہا۔ موسموں میں فرق نمایاں ہوتا گیا' بعض جگہ زیادہ خشک اور بعض جگہ زیادہ سرد۔ مچھلی کی اقسام میں اضافہ ہوتا گیا۔ شارک مچھلی تعداد اور حجم میں بڑھ گئی۔ اس عہد میں یوریشیا کا بیشتر علاقہ جنگلات سے بھر گیا۔ اس عہد کے اواخر میں یوریشیا اور افریقہ کے درمیان ایک زمینی پل پر سے بندر اور بن مانس شمالی براعظموں کی طرف منتقل ہوئے۔ ایک مانس ''پروکونسل'' جو وسط افریقہ میں رہتا تھا' ایشیا اور یورپ میں نقل مکانی کر گیا۔ ایک اور دیو قامت مانس' جس کا نام ''ڈاریوپتھی کس'' تھا اور جو بعد میں معدوم ہو گیا' آج کل کے موجودہ مانسوں کا جدّ امجد سمجھا جاتا ہے۔ آج کل چار قسم کے مانس دنیا میں موجود ہیں: چمپانزی' نگوٹان' گوریلا اور گبن۔ اسی عہد کے اواخر میں ''رام مانس'' ظہور میں آیا۔

(۵) جدید تر عہد (Pliocene): یہ عہد تقریباً پچاس لاکھ سال پر پھیلا ہوا ہے' یعنی آج سے ساٹھ لاکھ سال پہلے شروع ہو کر دس لاکھ سال قبل تک جاری رہا۔ اس عہد میں کرۂ ارض پر بیشتر علاقوں میں آب و ہوا سرد اور خشک ہو گئی۔ گھوڑوں اور سینگ دار جانوروں کی نسلوں میں تنوع ہوا۔ اسی عہد میں جانوروں کو جنگل اور میدان میں سے کسی ایک کو اپنا مسکن منتخب کرنے کا مرحلہ درپیش آیا۔ چنانچہ کچھ جانور جنگلی بن گئے اور کچھ میدانی۔

دودھ پلانے والے جانوروں کی انواع کم ہوگئیں' سوائے مانس نما آدمی (Hominids) کے۔ جنگلوں میں رہنے والے اس مانس میں جنوبی مانس (آسٹریلوپتھی کس) بھی شامل تھا' جسے ماہرین بشریات (Anthropology) نے مزید تحقیق و مطالعہ کی سہولت کی خاطر (صحیح یا غلط طور پر) ''نسل انسانی کا باپ'' سمجھ رکھا ہے۔ اس عہد میں جنوبی مانس نے کھلے میدان میں سیدھا کھڑا ہوکر دو ٹانگوں پر چلنا شروع کیا۔ اس نے اوزار بنانے بھی سیکھے۔ اوزار بنانے کی صلاحیت و محنت نے اسے مزید ترقی دی اور آنے والے زمانے میں وہ ارتقاء کے بلند ترین مرحلے میں داخل ہوکر آدمی بنا۔

(۶) برفانی عہد (Pleistocene): یہ عہد آج سے دس بارہ لاکھ سال قبل شروع ہوا اور دس گیارہ ہزار سال قبل ختم ہوا۔ اس عہد کے دَوران میں بار بار زبردست موسمی تبدیلیاں ہوئیں۔ بار بار زمین کے بیشتر حصوں پر' خصوصاً شمالی حصوں پر برف کی دبیز چادریں چھا گئیں' جن کی موٹائی دس ہزار فٹ (تین ہزار میٹر) یا اس سے بھی زیادہ ہوتی تھی۔ اور پھر بار بار یہ برف پگھل گئی۔ اس عہد کے دَوران میں برف جمنے اور پگھلنے کے آٹھ بڑے برفانی ادوار (Ice Ages) کی نشان دہی ہو چکی ہے۔ آخری برفانی دَور آج سے دس ہزار سال قبل ختم ہوا' یعنی اُس وقت سے جبکہ موجودہ انسان نے زمین پر قدم جمانا شروع کیا۔ زمین کی پوری ارضیاتی تاریخ میں یہ آخری اور آٹھواں برفانی دَور تھا۔ پہلا برفانی دَور ستاون کروڑ سال پہلے کیمبری عہد میں آیا تھا۔ اس شدید موسمی کایا پلٹ کی بناء پر جانداروں کی اقسام معدوم ہوگئیں اور بہت سی اقسام میں زبردست ارتقاء ہوا۔ ارتقاء کا انقلابی یا کیفیتی تبدیلی کا مرحلہ اُسی عہد میں وقوع پذیر ہوا۔ اسی عہد میں جدید انسان موجودہ شکل وصورت میں ظہور پذیر ہوا۔

(۷) عہد حاضر (Holocene): یہ عہد گزشتہ دس گیارہ ہزار سال کے عرصے پر محیط ہے۔ اور اسے Recent (عہد جاریہ) بھی کہا جاتا ہے۔ عہد حاضر کے آغاز سے پہلے ہی آخری برفانی دَور کی برف پگھلنا شروع ہوگئی تھی۔ سائنس دانوں کی رائے یہ ہے کہ سورج کی تاب کاری بڑھ جانے کی وجہ سے زمین پر گرمی کی شدت بڑھ گئی تھی۔ اس عہد میں زندہ مخلوقات کی نسلوں میں کوئی جسمانی تبدیلی واقع نہیں ہوئی' ماسوائے دو باتوں کے' کہ ایک تو انسانی آبادیوں میں اضافہ ہوا اور دوسرے عظیم الجثہ میمل تیزی سے معدوم ہوگئے۔

خشکی پر ڈائنوسار کی جگہ دودھ پلانے والے جانوروں نے لے لی۔ سمندر میں

اکتھیو سار اور پلیو سار کی جگہ وہیل مچھلی اور سمندری گائے نے لے لی' اور یہ دونوں پستانی جانور ہیں اور ہوا میں پڑوسار کی جگہ چمگادڑ (پستانی جانور) اور پرندوں نے لے لی۔

پرندے اپنی خصوصیات کی وجہ سے نچلے درجے کے تمام جانوروں پر فوقیت رکھتے ہیں۔ ان کا جسم ایسی چیز سے ڈھکا ہوا ہے جو گرمی اور سردی کو روک سکتی ہے۔ ان کے خون کی نالیاں یعنی وریدیں (گندے خون کی نالیاں) اور شریانیں (صاف خون کی نالیاں) الگ الگ ہیں۔ ان کے جسم کا درجۂ حرارت ایک خاص ضابطے میں ہے۔ ان کے تحول وہضم کا نظام شاندار ہے۔ یہ فضا میں اڑ سکتے ہیں۔ ان کی آواز میں بہت پختگی ہے۔ سماعت اور بصارت بہت تیز ہے۔ اکثر پرندے اپنے ساتھیوں کو آواز دے سکتے ہیں' گا سکتے ہیں۔ بعض پرندے آواز کی اونچ نیچ سے دوسروں کو اطلاعات فراہم کرتے ہیں۔ ان کا بچوں کی پرورش کا مخصوص طریقہ ہے۔ ان خصوصیات کے لحاظ سے پرندے رینگنے والے جانوروں سے برتر ہیں' اور دودھ پلانے والے جانوروں کے مقابل آجاتے ہیں۔

دودھ پلانے والے جانور تمام مخلوقات میں سب سے بلند رتبے پر فائز ہیں' جن کی شاخ دو چار واسطوں سے انسان تک پہنچتی ہے۔ یہ گرم خون رکھتے ہیں۔ پھیپھڑے کے ذریعے سانس لیتے ہیں۔ جسم پر بال ہیں۔ ریڑھ کی ہڈی رکھتے ہیں۔ ان کی جلد کے اندر پسینہ اور چکنائی پیدا کرنے والے غدود ہیں۔ جبڑوں میں متفرق قسم کے دانت ہیں۔ اعضاء' ٹانگوں اور بازوؤں کا ارتقاء چلنے پھرنے' اوپر چڑھنے' زمین کھودنے اور تیرنے کی طرف ہوا۔ پاؤں کی انگلیوں میں پنجے ہیں یا ناخن یا کھر۔ جسم کا درجۂ حرارت ضابطے میں ہے۔ دل کے اندر چار خانے ہیں۔ پھیپھڑے بڑے اور لچک دار ہیں۔ پیٹ اور سینے کے جوف کے درمیان ڈایافرام کا پردہ ہے۔ بارآوری اور تولید وتناسل کا نظام جسم کے اندر ہے۔ انڈے بہت چھوٹے ہیں۔ چند ایک نچلی سطح کے پستانی جانوروں کے سوا' باقی سب کے بچے رحم مادر میں جمتے اور پلتے ہیں۔ پیدائش کے بعد بچے کو ماں اپنے پستان سے دودھ کی غذا دیتی ہے۔ یہ تمام خصوصیات آنول پر پلنے والے جانوروں مثلاً چمگادڑ' کتے' بلی' بکری' بھیڑ' ہاتھی' بندر' اونٹ' گھوڑے' وہیل اور آدمی میں مشترک ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ زندہ مخلوقات تبدیلی وترقی کے کن کن مراحل سے گزری ہیں؟ یک خلوی امیبا (Amoeba) سے شروع ہو کر کثیر خلوی انسان تک ارتقاء کیسے اور کیونکر ہوا؟ اس سوال کا جواب آئندہ شمارے میں پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

افہام و تفہیم

والدین اور سرپرستوں کی وفات کے بعد

کیا لڑکا اپنی منگیتر سے نکاح کرنے میں خود مختار ہے؟

ایک استفتاء اور اس کا جواب

استفتاء: ایک بالغ لڑکا اور بالغ لڑکی ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔ دونوں کے والدین تک یہ بات پہنچتی ہے تو ان دونوں کے والدین اور قریبی رشتہ دار بھی اس بات کو پسند کرتے ہیں اور ان کی منگنی کر دیتے ہیں۔ اس بات کو ایک سال گزر گیا۔ شادی کی تیاری ہو رہی تھی، فریقین کے درمیان حق مہر بھی طے پا گیا تھا' البتہ نکاح ابھی نہیں ہوا تھا کہ اچانک لڑکے کے والدین' بہن بھائی' رشتہ دار اور سرپرست ایک ٹریفک حادثے میں فوت ہو گئے۔ یوں وہ لڑکا تنہا رہ گیا۔ کیا یہ حادثہ طرفین کے درمیان نکاح میں رکاوٹ بن سکتا ہے؟ یا لڑکا خود مختار ہونے کی بنا پر اس لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے کا مجاز ہے جس کے ساتھ اس کی منگنی طرفین کے والدین پہلے ہی کر چکے ہیں؟؟

(محمد عدنان خٹک' سول' کوریا)

جواب: والدین اور رشتہ داروں کی موجودگی میں بالغ مرد اور لڑکی کی منگنی ان کی رضامندی سے ہو جانے کے بعد اگر والدین کا انتقال ہو جائے تو اس منگنی کے رشتے کو رشتہ نکاح میں بدلنے کے لئے لڑکا اور لڑکی خود مختار ہیں' چاہے تو نکاح کر لیں چاہے تو منگنی ختم کر دیں' لیکن بلاوجہ منگنی ختم کرنا صحیح نہیں' کیونکہ صرف منگنی کی صورت میں جو قول و قرار ہوا ہے اسے ختم کرنے کے لئے لامحالہ معقول وجوہات بھی ہونی چاہئیں۔ اور اگر منگنی کے وقت ایجاب و قبول بھی وہ گیا ہو تو نکاح منعقد ہو گیا۔ اب بلا کسی عذر شرعی طلاق دے کر اس رشتہ کو منقطع کرنے کی اجازت نہیں' کیونکہ ابغض الحلال الی اللّٰہ الطلاق۔

(حافظ نذیر احمد ہاشمی' رکن ادارۂ تحریر)